قومی ملکیت زمین اور اسلام

تحریر : چوہدری صادق علی مرحوم

(گزشتہ سے پیوستہ)

اس کے بعد شاہ عبد العزیز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے :

"مگر بنا بر آنچہ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری قدس اللہ سرہ در رسالہ خود اختیار فرمودہ اند کہ زمینِ ہندوستان در ابتدائے فتح مانندِ سواد عراق کہ در عہد حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مفتوح شدہ بود موقوف برملک بیت المال است و زمینداراں رابیشتر از تولیت و داروگی تردد و فراہم آوردن مزارعین و اعانت و زراعت و حفظ دخلے نیست۔ چنانچہ لفظ زمیندار نیز اشار بآں میکند و تغیر و تبدل زمینداری و عزل و نصب زمینداری و اخراج بعضے ازانہا و اقرار بعضے و عطائے بعضے اراضی بافغاناں و بلوچاں و سادات و قدوانیاں بصیغہ زمینداری دلالت صریحہ بریں مے کند..... الخ (فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۴۳ مجتبائی)

(ترجمہ) "شاید اس مسلک کی بنیاد پر کہ جو حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری قدس اللہ سرہ نے اپنے رسالہ میں اختیار فرمایا ہے کہ ہندوستان کی سرزمین ابتدائے فتح میں عراق کی طرح (جو کہ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوا تھا) بیت المال کی ملک پر ہی قائم ہے اور زمینداروں کو اس کے سوائے کہ وہ اس کے متولی اور داروغہ یعنی منتظم ہیں اور کاشت کاروں کو تلاش کر کے زمین دینے' زراعت میں اعانت بہم پہنچانے اور اسی ذمہ داری کے غور و فکر میں رہنے کے اور کوئی حق نہیں ہے اور نہ ان کی ملکیت کا کوئی دخل ہے۔ چنانچہ لفظ زمیندار بھی اسی کی خبر دیتا ہے اور زمینداری میں تغیر و تبدل اور عزل و نصب اور بعض کا اخراج اور بعض کے لئے اثبات اور بعض کی داد و ہش مثلاً افغاناں' بلوچ' سادات' مشائخ

وغیرہ کو زمینداری کے اصول پر زمین دینا اس دعوے کی صریحاً تائید کرتے ہیں"۔

مندرجہ بالا فتاویٰ جو کہ احناف کے جید علماء یعنی حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری' حضرت مولانا محمد اعلیٰ تھانوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے صادر فرمائے ہیں' ان سے صاف واضح ہے کہ پاکستان کی بیشتر اراضی کو حکومت وقت بلامعاوضہ قومی ملکیت قرار دے سکتی ہے اور ایسا کرنا شریعتِ حقّہ کے عین مطابق ہے۔ ہاں البتہ جو اراضیات حکومت نے خود فروخت کی ہوئی ہیں یا جو بنجر اراضیات آباد کاری سکیموں کے تحت لوگوں نے آباد کی ہوئی ہیں' ان اراضیات کو حکومت بغیر معاوضہ ادا کرنے کے نہیں لے سکتی۔ ایسی اراضیات کو بھی معاوضہ ادا کر کے قومی ملکیت میں لیا جا سکتا ہے۔

زمین قومی ملکیت قرار دینے کے بعد کی صورت

دوسرا سوال یہ ہے کہ قومی ملکیت میں لینے کے بعد زمینوں کی کاشت کا کیا انتظام کیا جائے۔ اس سلسلہ میں بھی حضرت عمر فاروقؓ کا طرز عمل جو انہوں نے عراق کی اراضیات کے متعلق اختیار فرمایا بہترین مثال ہے۔ اسوۂ فاروقی کے مطابق اس وقت جو شخص اراضی کو کاشت کر رہا ہے' خواہ بطور مالک اور خواہ بطور مزارع' وہ زمین اسی کے پاس رہنے دی جائے اور وہ حکومت کا مزارع قرار دیا جائے۔

اس مزارعت میں رقبہ کے متعلق کوئی تحدید نہ لگائی جائے۔ اگر ایک شخص بطور مالک یا مزارع بیس مربع اراضی یا اس سے بھی زیادہ رقبہ ٹریکٹروں وغیرہ سے خود کاشت کر رہا ہے تو وہ بدستور کاشت کرتا رہے اور حکومت کا مقرر کردہ لگان علاوہ معاملہ مال و نہر کے ادا کرے۔ اس طرح زمین پر سے غیر قابض مالکان کا بوجھ اتر جائے گا اور موجودہ صورت میں نہ کوئی مالک رہے گا نہ مزارع۔ سب ایک سطح پر آ جائیں گے اور کاشت کار کہلائیں گے۔ جو کاشت کرے گا وہی کھائے گا اور حکومت کا حق حکومت کو ادا کرے گا۔ اس طرح سے اراضیات کے سلسلہ میں مساواتِ محمدی ؐ قائم ہو جائے گی۔ اس پالیسی کو اختیار کرنے سے ملک کی زرعی پیداوار میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو گا اور کاشتکاران یہ محسوس کرتے ہوئے کہ اراضی کی تمام پیداوار انہی کے گھروں میں جائے گی وہ خوب محنت کریں گے۔ نیز

قابض مالکان کا بوجھ اتر جانے سے وہ خوشحال ہو جائیں گے کیونکہ حکومت کو تو بہت معمولی سالگان انہیں دینا پڑے گا اور موجودہ صورت میں انکی خون پسینہ کی کمائی کا بیشتر حصہ غیر قابض مالکان بٹائی وغیرہ کی صورت میں ہضم کر لیتے ہیں اور طرح طرح کی بیگاروں سے بھی نجات کی صورت نکل آئے گی۔ موجودہ صورت میں تو بیچارے مزارعان کو بڑے اور چھوٹے تمام مالکان کے ظلم و ستم سہنے پڑتے ہیں۔

بڑی بڑی زمینداریاں اور جاگیرداریاں سب ختم ہو جائیں گی اور بڑے بڑے زمیندار صرف خود کاشتہ رقبہ ہی اپنے پاس رکھ سکیں گے اور وہ بھی حکومت کے مزارع کے طور پر نہ کہ بطور مالک۔ جو خود کاشت نہیں کر رہے' خواہ وہ بڑے مالک ہیں یا چھوٹے' زمین کی آمدنی میں سے ایک کوڑی نہیں لے سکیں گے۔ یہ بڑے زمیندار بھی خود کاشتہ رقبہ پر پہلے سے زیادہ محنت کر سکیں گے کیونکہ دوسری اراضیات کی جو وہ مزارعان سے بٹائی وغیرہ لے رہے تھے' ختم ہو جائے گی اور وہ بھی کاشت کاروں کے زمرہ میں داخل ہو جائیں گے اور دوسروں کی طرح ان کو بھی حکومت کا لگان دینا پڑے گا۔ اب سب کی پوزیشن مساوی ہو گی' اور اس طرح مساواتِ محمدی صحیح معنوں میں وجود میں آئے گی۔

؎ نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز!

اسلام میں کاشتکار کا لحاظ اور لگان کی شرح

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حکومت کاشتکاروں سے کس شرح سے لگان وصول کرے گی۔ اس معاملہ میں بھی ہمیں سنتِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کو مشعل راہ بنانا چاہئے۔ حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم نے لگان یا خراج وصول کرنے میں یہ چیز ملحوظ رکھی تھی کہ کاشتکاروں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے اور ہر حالت میں حکومت کے مفاد سے زیادہ کاشتکار کی خوشحالی کا خیال رکھا گیا تھا۔ اسی طرح حکومت پاکستان کو بھی کاشتکاروں کی خوش حالی کی خاطر بہت کم شرح لگان مقرر کرنی چاہئے۔ حضرت امام یوسفؒ کتاب الخراج میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے خراج کے تقرر میں زیادہ سے زیادہ تخفیف کو پیش نظر رکھنے کی تنبیہ فرمائی تھی اور ارشاد فرمایا تھا :

انظر الا تکونا حملتما الارض مالا تطیق، اما لئن بقیتُ لأرامل اھل العراق لادعھن لا یحتجن الٰی احد بعدی (کتاب الخراج صفحہ ۳۷۔ بحوالہ اسلام کا اقتصادی نظام، ص ۱۸۰)

"خراج مقرر کرتے وقت خوب دیکھ بھال کر لیا کرو کہ کہیں لگان زمین کی حیثیت سے زیادہ تو نہیں ہو گیا۔ اگر میں زندہ رہا تو اہل عراق کی بیواؤں کو ایسا متمول کر دوں گا کہ میرے بعد وہ کسی امیر کی محتاج نہ رہیں"۔

اس کتاب میں امام ابو یوسفؒ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس جب عراق کا خراج وصول ہو کر آتا تو عراق کے متمدن شہروں کوفہ اور بصرہ سے دس دس آدمیوں کے وفد بلاتے اور وہ چار مرتبہ قسمیں کھا کر شہادت دیتے کہ ہم سے جو کچھ وصول کیا گیا ہے بغیر کسی ظلم کے برضا و رغبت وصول کیا گیا ہے، اس میں نہ تو کسی مسلمان پر ظلم کیا گیا ہے اور نہ کسی ذمی کافر پر۔ پھر امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

ثم تکون المقاسمات فی اثمار ذلک او یقوم ذلک قیمۃ عادلۃ لا یکون فیھا حمل علی اھل الخراج ولا یکون علی السلطان ضرر ثم یُؤخَذُ منھم ما یلزمھم من ذلک ای ذلک کان اخفّ علی اھل الخراج فعل ذلک بھم (کتاب الخراج، صفحہ ۱۱۴)

(ترجمہ:) "پھر ان پھلوں کو بانٹ لیا جائے یا ان کی قیمت انصاف کے ساتھ اس طرح لگائی جائے کہ وہ اہل خراج پر بوجھ نہ ہو اور نہ حکومت ہی کو نقصان پہنچے۔ پھر ان کے ذمہ اس طرح جو لازم آئے وہ ان سے لے لیا جائے۔ مگر یہ پیش نظر رہے کہ ان دونوں صورتوں میں سے وہی اختیار کی جائے جو اہل خراج کے لئے سہل اور آسان ہو"۔

لگان میں رفق و تسکین

کاشتکاروں سے خراج اور لگان وصول کرنے کے لئے جو اصول امام موصوف نے بیان فرمائے ہیں، ان کی روح مندرجہ ذیل لفظوں میں بیان کی ہے:

فخذه فی رفق وتسکین لاھل الارض (کتاب الخراج ص ۸۳)

"اور تم خراج اس طرح لو کہ اہل زمین یعنی کاشت کار کو اس کے ادا کرنے میں نرمی اور تسکین رہے"۔

سبحان اللہ! امام صاحبؒ نے کاشتکار کو اہل زمین کا خطاب دیا ہے یعنی زمین دراصل اسی کی ہے۔

قرآن اور سنت کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اسلام ایک ایسا عادلانہ نظام معاشرہ میں لانا چاہتا ہے جس میں سوسائٹی کے پس ماندہ طبقہ یعنی کسان اور مزدور کے ساتھ رفق اور تسکین کا معاملہ کیا جائے تاکہ معاشرہ کا کوئی فرد ضروریات زندگی سے محروم نہ رہے اور سب کے لئے حق معیشت میں مساوات ہو، اگرچہ اسبابِ معیشت میں فطری تفاوت کو روا رکھا جائے۔ اسلام کا اقتصادی نظام عوام کی خوشحالی کا مقتضی ہے اور پاکستان کی اسی فیصد آبادی جو زراعت سے وابستہ ہے اس کی خوشحالی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ اراضی کی تمام پیداوار کا انہیں مستحق بنا دیا جائے اور وہ صرف معمولی لگان حکومت کو ادا کریں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے الفاظ میں رفق اور تسکینِ کاشتکاران کو ہر حال میں ملحوظ رکھا جائے۔ فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں اس رفق و تسکین کا عملی طور پر یوں انتظام کیا گیا تھا کہ کسانوں سے لگان کی شرح بہت ہی معمولی تھی۔ مندرجہ ذیل نقشہ میں عراق کی اراضیات پر حضرت فاروق اعظمؓ کا مقرر کردہ لگان درج کیا جاتا ہے۔

فصل	رقبہ	لگان فی جریب (۳ کنال)
گندم	فی جریب یعنی پون بیگھہ پختہ (۳ کنال)	۲ درہم
جو	"	۱ "
نیشکر	"	۶ "
روئی	"	۵ "
انگور	"	۱۰ "
کھجور	"	۱۰ "
تل	"	۸ "
ترکاری	"	۳ "

بعض اراضیات جو بہت زرخیز تھیں اور زیادہ پیداوار دیتی تھیں، ان پر گندم کا لگان

دو درہم کی بجائے چار درہم لگایا گیا تھا اور جو کا ایک درہم کی بجائے فی جریب دو درہم لگان مقرر کیا گیا تھا۔ مصر کی اراضی دریائے نیل کی وجہ سے زیادہ زرخیز تھی لہٰذا وہاں قدرے لگان بھی زیادہ مقرر کیا گیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ لگان باغات کا تھا جو کہ سات آٹھ روپے فی ایکڑ سے زیادہ نہ تھا۔ ہماری حکومت کو بھی فاروق اعظمؓ کے نقش قدم پر عمل پیرا ہو کر اراضی کو قومیانے کے بعد کسانوں کے ساتھ رفق اور تسکین کا برتاؤ کرتے ہوئے قریباً اسی شرح سے لگان مقرر کرنا چاہئے۔ فقہا نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جب امام کسی زمین پر ابتدائی طور پر لگان مقرر کرنا چاہے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حضرت عمرؓ کی شرح لگان سے زیادہ لگان تجویز کرنا ناجائز ہے' کیونکہ اہل خراج کے زیادہ طاقت رکھنے کے باوجود حضرت عمرؓ نے خراج نہیں بڑھایا تھا۔ فقہ کی مشہور کتاب بحرالرائق کی مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں :

> واما اذا اراد الامام توظیف الخرج علٰی ارض ابتداءً و زاد علی وظیفة عمرؓ فانه لایجوز عند ابی حنیفهؒ وھو الصحیح لان عمر رضی الله عنه لم یزد لما اُخبِرَ بزیادة الطاقة (بحرالرائق' ص ۱۱۷)
>
> "جب امام کسی اراضی پر ابتداءً لگان تجویز کرنے کا ارادہ کرے تو امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدار سے زیادہ لگان مقرر کرنا جائز نہیں ہے اور یہی صحیح فتویٰ ہے کیونکہ باوجود اس کے کہ حضرت عمر فاروقؓ کو اطلاع دی گئی تھی کہ اہل خراج زیادہ ادا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں' پھر بھی انہوں نے خراج کو نہیں بڑھایا تھا"۔

مندرجہ بالا فتوے کی روشنی میں ہماری حکومت کو کسانوں سے قریباً اسی شرح پر لگان لینا چاہئے جس شرح سے حضرت فاروقؓ لیا کرتے تھے۔ اراضیات کی حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہمارے ہاں لگان کی شرح پانچ روپے سے پندرہ روپے فی ایکڑ سالانہ مقرر کرنی مناسب ہے۔

برابر بھی لگان مقرر کر دیں تو کسان اسے بخوشی قبول کر لیں گے، جیسا کہ تقسیم ملک کے فوراً بعد مہاجرین سے عارضی طور پر الاٹ شدہ متروکہ اراضیات کا لگان وصول کیا جاتا رہا ہے۔

مندرجہ بالا تجاویز پر عمل کرنے سے ہمارے کسان خوش حال ہو جائیں گے اور برسرِ اقتدار پارٹی یعنی پیپلز پارٹی کا مقصد[1] بھی پورا ہو جائے گا اور غریب عوام ان کو دعائیں دیں گے۔ ان شاء اللہ علمائے کرام بھی ان تجاویز کی مخالفت نہیں کریں گے کیونکہ یہ اقدامات شریعتِ مطہرہ کے عین مطابق ہوں گے۔

دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ حکومت کے خزانہ میں کروڑوں بلکہ اربوں روپوں کا سالانہ اضافہ ہو گا اور یہ رقوم جہاد پر اور عوام کی فلاح پر خرچ کی جا سکیں گی۔ جو اراضیات حکومت نے لوگوں کے پاس فروخت کی ہوئی ہیں یا جو اراضیات مختلف آبادکاری سکیموں کے ماتحت لوگوں نے آباد کر رکھی ہیں ان کا معاوضہ بھی اسی زائد وصول شدہ رقوم سے ادا کیا جا سکتا ہے کہ بالآخر تمام اراضی قومی ملکیت میں لے لی جائے اور تمام ملک میں ایک ہی پالیسی پر عمل کیا جائے۔

تحدیدِ ملکیت سے کسانوں کے لئے ہمہ گیر فوائد حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔ بڑے زمینداروں کی تعداد اس ملک میں زیادہ نہیں ہے۔ اور پھر تحدید کی صورت میں وہ اپنے خاندان کے ہر فرد کے نام معقول اراضی منتقل کر کے بہت کم اراضی حکومت کے حوالے کریں گے اور اس کی بھی غالباً قیمت مزارعان کو ادا کرنی پڑے گی۔ اس وقت تمام غیر قابض مالکان خواہ وہ چھوٹے ہیں یا بڑے، کسانوں کا خون چوس رہے ہیں۔ تمام کسانوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ انہیں سب سے نجات دلا کر اراضی کی تمام پیداوار کا مستحق بنایا جائے۔ اس

---

[1] واضح رہے کہ یہ تحریر اس دور کی ہے جب پیپلز پارٹی نے ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی قیادت میں ملک کی زمام کار سنبھالی تھی۔ بھٹو مرحوم چونکہ ملک سے جاگیردارانہ نظام کے خاتمے اور "مساواتِ محمدیؐ" کے نفاذ کا نعرہ لگا کر برسرِاقتدار آئے تھے لہٰذا اس وقت ان سے ملک کی زرعی معیشت میں انقلابی نوعیت کی تبدیلیوں کی توقع کی جا رہی تھی ---- لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ! بھٹو صاحب کے بارے میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب بجا طور پر فرمایا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں موقع فراہم کیا تھا کہ وہ اس ملک کے "ماؤزے تنگ" بن سکتے تھے لیکن وہ خود اپنی جاگیردارانہ کھلڑی سے باہر نہ نکل سکے۔ (ادارہ)

صورت میں وہ خوشی سے حکومت کو مناسب لگان ادا کریں گے۔ یہ لگان تین گنا معاملہ مال سے زائد نہ ہو۔ جب شرعی طور پر بیشتر اراضی کو بلا معاوضہ قومی ملکیت میں لیا جا سکتا ہے تو ہماری حکومت کو کونسا عذر ایسا کرنے سے مانع ہے۔ عوام بھی خوش ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے راضی ہو گا۔ غیر شرعی نظام کے نفاذ سے اللہ تعالیٰ بھی ہم سے ناراض ہو گا اور بیچارے کسانوں کو اقتصادی حالت میں بھی خاطر خواہ تبدیلی نہیں آئے گی۔

اخیر میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت سعی کرے کہ مشینی آلات سے ترقی یافتہ زرعی طریقوں کو رائج کیا جائے تاکہ ملک کی پیداوار میں اضافہ ہو۔ اس غرض کے لئے کوآپریٹو فارمنگ سوسائٹی ہائے قائم کی جائیں اور اس طرح سے چھوٹے چھوٹے رقبہ جات کو بڑے فارموں میں ضم کیا جائے۔ اس وقت تقریباً دس فی صدی رقبہ کی پیداوار مویشی کھا جاتے ہیں۔ مشینوں کی کاشت سے غلہ پیدا کرنے کے لئے رقبہ کا اضافہ ہو جائے گا۔ ہاں البتہ بڑے بڑے فارم قائم کرنے کے ساتھ ساتھ ملک میں صنعت کو ترقی دی جائے تاکہ جو کسان فارموں کے قیام کی وجہ سے بے کار ہوں انہیں روزگار مہیا کیا جا سکے۔ حکومت کی پالیسی یہی ہو کہ زمین کی چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہونے سے بچا جائے تاکہ ہماری ملکی پیداوار پر برا اثر نہ پڑے۔ کام بے شک مشکل اور کٹھن ہے مگر ملک اور قوم کا فائدہ اسی میں ہے۔

امید ہے کہ علمائے کرام اور ہمارے منتخب نمائندگان میری گزارشات پر توجہ دے کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

وَمَا عَلَینَا اِلاَّ البَلاغ